نظرات

کارل مارکس نے کمیونزم کی شکل میں جو نظریہ پیش کیا تھا عوام الناس کو اس میں اس قدر کشش دکھائی دی تھی کہ انہوں نے اسے اپنے لئے نجات دہندہ نظریہ تصور کیا، کیونکہ جس وقت یہ نظریہ سامنے آیا اس وقت مٹھی بھر دولت مندوں کا عروج تھا، اور جو لوگ صبح سے شام تک اپنا خون پسینہ بہایا کرتے تھے۔ ان کو اس پر بھی پیٹ بھر روٹی کے لالے پڑے ہوتے تھے۔ بڑے بڑے ملوں فیکٹریوں اور کارخانوں کے مالکان کی تجوریاں بھرتی جارہی تھیں، اور جو مزدور و محنت کش ان کی ملوں، فیکٹریوں اور کارخانوں میں کام کرتے تھے۔ وہ غربت و افلاس کی چکی میں پستے ہی چلے جارہے تھے، کمیونزم نے مٹھی بھر دولت مندوں کے مقابلے لاکھوں کروڑوں محنت کشوں کی فلاح و بہبود کی کے لئے ایک جامع اور خوشنما پروگرام کا اعلان کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کمیونزم دنیا بھر میں اپنے پاؤں جمانے لگا اور ایک وقت تو ایسا بھی آیا کہ کمیونزم کی مقبولیت کے آگے یورپ کے دولت مند ملکوں میں تشویش و گھبراہٹ بھی پیدا ہونے لگی۔ ان کی یہ تشویش و گھبراہٹ اور بے چینی قدرتی امر تھی، کیونکہ کمیونزم کے برعکس ان کے یہاں شخص دولت مندی کوئی ناگوار عمل نہ تھا۔ اگر کوئی شخص اپنے سرمایہ کی بدولت کوئی فیکٹری کارخانہ یا مل قائم کرتا ہے اور اس کے بے پناہ منافع سے وہ مالدار ہوتا ہے تو وہ اس کی اپنی محنت یا قسمت کا ثمرہ ہے اور اس دولت سے اسے اپنے لئے عیش

ومعیشت آرام وراحت مہیا کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ کچھ دانشوروں نے اس وقت کمیونزم کو اسلامی نظام کا چربہ قرار دیا تھا۔ لیکن علماء کرام نے اس سے اتفاق رکھتے ہوئے اسے ماننے سے اسلئے انکار کیا کہ اسلام میں ہر انسان کو مساویانہ حق تو حاصل ہے لیکن اگر کوئی اپنی محنت اور سرمایہ کے بل پر جائز طریقہ وایمانداری کے ساتھ... دولت مند بنتا ہے تو یہ اس کا اپنا استحقاق ہے، اور اس کے اس استحقاق کو وہ اس طرح اور بھی تقویت دیتا ہے کہ انسان اپنی جائز کمائی میں سے اپنے پڑوسی، عزیز واقربا کی امداد واعانت کرے۔ انسانی کاموں میں اپنی مرضی سے اس کی دولت کا صرف یقیناً مالک دوجہاں کے یہاں سے اجر کا باعث ہے۔ کمیونزم میں جبریہ طریقہ سے دولت کی تقسیم اور اجتماعی کاموں میں سے لگانے کی تلقین وتاکید ہے، تو اسلام میں اپنی مرضی، خوشی اور پروردگار کی رضا وخوشنودی کے حصول کے لئے دولت کو عوام الناس میں پھیلانے اور اس سے انھیں استفادہ کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ دوسرے معنوں میں پروردگار کا بندہ جو اپنی نیک وجائز کمائی سے دولت مند بنتا ہے وہ مخلوق خدا کی امداد واعانت کرکے احکام خداوندی کو بجا لاتا ہے وہ اللہ کے احکام کی خوشی خوشی پیروی کرتا ہے اور اسے وہ اپنا سب سے اچھا فعل قرار دیتا ہے۔ جو اس کے لئے دنیا میں سکون واطمینان اور آخرت میں بخشش ومغفرت کا سامان پیدا کرنے کا ذریعہ ہوگا۔

حالانکہ کارل مارکس کے کمیونزم کے سامنے اسلامی نظام دعمل بنی نوع انسانی کے لئے بہترین نظریہ تھا۔ اور قرن اولیٰ کے مسلمانوں کے بہترین وفقید المثال نیک عمل دکردار بطور نمونہ موجود تھے۔ لیکن پھر بھی مسلم حکومتوں کے بادشاہوں کے طرز عمل کی وجہ سے یہ نظریہ دب گیا۔ اور مسلمانوں کا دور کسی قدر اس وجہ سے زوال پذیر ہوچکا تھا۔ ایسے میں کارل مارکس کا یہ نظریہ نیا اور چمکدار تھا۔ ہر نئی چیز چمکدار ہوتی ہی ہے۔ روس اس نظریہ کمیونزم کا سب سے پہلا مبلغ ورہنما بنا۔ اور اس نے اپنے یہاں سے

شاہی طوق کو اتار پھینکا، اور زار شاہی کے خلاف بغاوت کر کے کارل مارکس کے
نظریے کمیونزم کو مکمل طور پر اپنا لیا۔ روس کی تقلید میں دیگر ملکوں نے بھی کمیونزم کی
عقیدوں کو اپنے یہاں رائج کرنے کے لئے پر تولنے شروع کر دیئے اور اس میں ہٹلر
کی آمریت پسندی نے مزید زور پیدا کیا۔ اور دوسری جنگ عظیم کے بعد ہٹلر کی
عبرت ناک شکست فاش اور اتحادی ملکوں جس میں روس نمایاں تھا، کی فتحیابی کے بعد
تو کمیونزم پھیلتا ہی چلا گیا، چین، پولینڈ، ہنگری و چیکوسلواکیہ، رومانیہ و کوریا
غرض یورپ و ایشیا کے اکثر ملکوں کے سربراہوں نے اسے اپنا لیا بعض مسلم ملک جن
میں سرفہرست جمال عبدالناصر کے مصر اور عراق و شام اپنے کو اس کی لہروں میں
بہالے جانا ہی فخر سمجھنے لگے، آزادی کے بعد ہندوستان کے پہلے وزیراعظم پنڈت
جواہرلال نہرو نے بھی ہندوستان میں جو نظام قائم کیا وہ مکمل نہیں تو کسی حد تک
کمیونزم سے ہی مستعار لیا گیا، ان کے بعد شریمتی اندرا گاندھی اور راجیو گاندھی بھی اسی
نظام کو اپنائے رہے، اور جن لوگوں نے جن میں سابق وزیراعظم شری مرارجی ڈیسائی نمایاں
ہیں اس نظام کو ملک سے ختم کرنے کی سوچی وہ زیادہ دیر تک عوام میں سرخرو نہ رہ سکے۔

لیکن کمیونزم کی یہ چمک دمک زیادہ دیر قائم نہیں رہی، مسلم ملکوں میں تو اسے
جب ہی دفن کر دیا گیا، جب جمال عبدالناصر کی موت واقع ہو گئی۔ اور دیگر ملکوں میں
اسے اس وقت مضر سمجھا جانے لگا۔ جب اس نظریہ کے مبلغ و امام روس کی بے جا دخل
اندازیاں دوسرے ملکوں میں عام ہو گئیں۔ اور انہوں نے اس کو شدت کے ساتھ محسوس
کیا۔ اسی دوران میں روس کے دبیز پردوں میں سے وہ، وہ خبریں باہر آئیں جن کو دنیا
والے سن اور دیکھ کر حیران و ششدر اور خوف زدہ رہ گئے۔ جو نظام باہر سے دیکھنے
میں بڑا اچھا لگ رہا تھا، اسے اندر سے کپڑا ہٹا کر دیکھا گیا تو وہ ایک دم سڑا گلا
اور بدبودار نظر آیا، لینن کے بعد اسٹالن اور اسٹالن کے بعد نکیتا خروشچیف
کوسیگن، اور لیونڈ بریزنیف اس گاڑی کو کھینچتے رہے، اور انہوں نے روس میں ہر

خواب چیز کو دبائے رکھا، اس کے ساتھ ہی توسیع پسندی کو بھی جاری رکھا۔ اسی توسیع پسندی کے چکر میں بریزنیف کے دور میں افغانستان میں روس کی فوجیں آدھمکیں اور انہوں نے دیکھتے ہی دیکھتے وہاں کے عوام کی حکومت کے ایک ایک فرد کو گولیوں کا نشانہ بنا کر وہاں اپنا ایک کٹھ پتلی حکومت قائم کردی۔

اب لوگوں کے سامنے کمیونزم ننگا ہو چکا تھا، اس کا اصلی روپ سامنے آگیا تھا، غریب و محنت کشوں کی فلاح تو بہانہ تھا اصل مقصد و نصب العین اس نظریہ کے تحت روس کا تسلط ہر جگہ قائم کرنا تھا کیونکہ کارل مارکس روس میں پیدا ہوئے تھے۔ وہ یہودی النسل تھے، ظاہر ہے کہ ان کے پیش نظر روس کی برتری ہی مقدم رہی ہوگی۔ لیکن افغانستان میں روسی فوجوں کا داخلہ روس کے لئے دردِ سر اور کمیونزم کے بے نقاب ہونے کا ذریعہ بن گیا، افغان قوم نے اپنے ملک میں کسی غیر ملک چاہے وہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو اس سے قطع نظر داخلہ کو پسند نہ کیا، اور افغانیوں نے روسی فوجوں کے تسلط، ظلم و جبر کا مردانہ وار مقابلہ کیا، روس کے لیے یہ جان لیوا بن گیا۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ یہ کمیونزم کے زوال کا باعث بن گیا، اور جب روس میں حکمرانوں کی فطرتی تبدیلی کے بعد میخائل گورباچیف نے عصری حالات کے تقاضے کے پیش نظر روس میں پڑے دبیز پردوں کو تھوڑا ڈھیلا کیا تو، دیکھنے والوں کو ایسا معلوم ہوا کہ روس میں تو سب ہی کچھ بے ڈھنگا تھا۔ کمیونزم کا نظام سب کچھ ریت کے ڈھیر پہ قائم تھا، جسے میخائل گورباچیف کی ذرا سی نرمی ہی نے آناً فاناً منہ کے بل گرا دیا۔ آج حالت یہ ہے کہ افغانستان سے روسی فوجوں کی بڑی بے عزتی کے ساتھ نکاسی ہوئی، اور روس کے اپنے کل ۱۵ صوبوں میں سے ۶ صوبوں میں بغاوت کے شعلے دہک رہے ہیں، مسلم اکثریتی صوبہ آذربائیجان کے عوام نے روس سے آزادی حاصل کرنے کے لیے علم بغاوت بلند کر دیا ہے، اور سوویت روس کی فوجوں نے اس بغاوت کو کچلنے کے لئے طاقت کا استعمال کرتے ہوئے ہزار ہا حریت پسندوں کو رومانیہ کے سابق کمیونسٹ تاناشاہ مسٹر چاؤسسکو کے طرزِ عمل کو اپناتے ہوئے گولیوں کا نشانہ بنا کر موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔

سوویت روس کی فوجیں آزربائیجان کے دارالحکومت باکو میں بکتر بند گاڑیوں، توپوں، ٹینکوں کے ساتھ موجود ہیں اور وہ ہر ممکن طاقت سے انہیں کچلنے کے لئے کمر بستہ ہیں، بالکل اسی طرح رومانیہ میں بھی وہاں کے تاناشاہ نے آزادی کی لڑائی کو بزور طاقت دبائے ہوتے ہزارہا ہزار انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا لیکن جلد ہی وہ تاناشاہ عوام کے عتاب کا شکار بنا، اور وہ خود بھی معہ اپنی اہلیہ کے گولیوں سے چھلنی ہو کر موت کے گھاٹ اتر گیا۔ روس کے لئے کہنا مشکل ہے کہ وہ بزور طاقت کسی کی آزادی کو کب تک دبائے رکھنے میں کامیاب ہوگا۔ مگر یہ حقیقت باور کرنی ہی ہو گی کہ اب کمیونزم نظام عوام کے گلے نہیں اتر پا رہا ہے۔ روس کے بقیہ صوبے خصوصاً مسلم آبادی والے جن کی سرحدیں ایران و ترکی وغیرہ جیسے مسلم ممالک سے ملتی ہیں جیسے ازبکستان، تاجکستان، قزاخستان، کرغزیا وغیرہ روس کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں کب تک ڈالے رکھنا پسند کریں گے، کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

چین بھی کارل مارکس کے نظریۂ کمیونزم کا ایک بڑا داعی ہے لیکن اس میں اور روس میں فرق ہے، اس سے پہلے چین میں بھی اسی قسم کی بغاوتیں ہو چکی ہیں مگر وہ بھی سب طاقت سے کچل دی گئیں لیکن چین نے موجودہ زمانے کی نبض کو پہچانا لوگوں کے خیالات کو بھانپا اور بڑی چالاکی کے ساتھ اپنی پالیسیوں میں لچک پیدا کی جس کا کسی حد تک اخلاقی اثر دوسرے ملکوں نے قبول کیا ہوا ہے، امریکہ چین کو پسند نہیں کرتا لیکن یہ بھی نہیں ہے کہ وہ ایک دم چین سے ناراض ہے۔ ایران کا چین سے تعلق خوشگوار ہے، پاکستان سے چین کی دوستی ہے جبکہ چین کا بھی ایک مسلم اکثریتی صوبہ سنکیانگ پاکستان کی سرحد سے قریب ہے اسے چین کی سمجھداری تدبر و دانشمندی یا چالاکی و عیاری کچھ بھی کہہ لیجئے۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ چین کی تصویر مسلم ملکوں میں روس سے مختلف دشمن یا ناپسندیدہ کی نہیں بلکہ دوست یا ہمدرد کی ہے۔ اس لئے چین ابھی اپنے یہاں کمیونزم کے خلاف کسی بڑی منظم بغاوت کے اندیشے سے بے فکر ہی ہے۔ کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں

کہ روس میں یا دوسرے کمیونسٹ ممالک میں جو بغاوت کی لہریں پیدا ہوئیں یہ سب میخائل گورباچیف کی نرم مزاجی اور کھلے ماحول کو پیدا کرنے کی وجہ ہے۔ لیکن یہ خیال نہ صرف غلط بلکہ احمقانہ ہے۔ چاند اور سورج پر پرواز اور وہاں پر اپنے نشیمن بنانے والی اس سائنسی دنیا کے درمیان میں اگر روس میں گورباچیف جیسا صاف و ستھرا اور حالات حاضرہ کے رخ کو سمجھنے والا نہ پیدا ہوا ہوتا تو کمیونزم نظام سے مزین سودیت روس اپنے سخت قوانین، اور اپنے اوپر پڑے دبیز پردوں کی وجہ سے دنیا کے نقشہ پر موجود بھی رہتا یا نہیں یہ کہنا ہی مشکل بات تھی ——— اور جن لوگوں نے شروع میں کمیونزم کا موازنہ اسلامی نظام سے کیا تھا آج انہیں اپنی ناسمجھی و کم عقلی کا احساس ہو ہی جانا چاہیئے۔ اسلامی نظام کا موازنہ کمیونزم سے قطعاً نہیں کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی آج کے رائج سوشلزم سے اسلامی نظام کا مقابلہ ہوسکتا ہے، اسلامی نظام بذات خود ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو ۱۴ سو سال پہلے خدائی احکامات و فرمان سے معرض وجود میں آیا تھا۔ اور جو اپنی خوبیوں و اچھائیوں کی وجہ سے ہر دور میں آج بھی تمام بنی نوع انسان کے لئے مفید و برحق رہا ہے۔

گذارش

جوابی امور و خط و کتابت نیز منی آرڈر کرتے وقت اپنا خریداری نمبر کا حوالہ دینا نہ بھولیں۔ خریداری یاد نہ ہونے کی صورت میں کم سے کم جس نام سے آپ کا رسالہ جاری ہے۔ اس کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ چیک سے رقم نہ روانہ کریں صرف ڈرافٹ سے روانہ کریں۔ اور اسی نام سے بنوائیں۔ "برہان دہلی"

(BURHAN DELHI)

پتہ :- دفتر برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶